تذکرہ علمائے سلف

علامہ ابو المعالی محمود شکری آلوسی رحمتہ اللہ علیہ

۱۲۷۳ھ تا ۱۳۴۲ھ

تحریر = محمد یاسین شاد' ملتان

عباسیہ خاندان کے فرمانروا ہارون الرشید عباسی کے پایہ تخت بغداد شہر کے علماء السلفیہ کے ترجمان ایک اہم علمی' دینی' ادبی' تحقیقی شخصیت علامہ ابو المعالی محمود شکری آلوسی کی زندگی کے حالات و آثار کا تذکرہ اس مضمون میں مقصود ہے یہ تفسیر روح المعانی کے مصنف المعروف آلوسی کبیر ابو الثناء محمود بن عبداللہ الحسینی الالوسی کے پوتے ہیں۔

نسب و ولادت

ان کا نام ابو المعالی محمود شکری بن عبداللہ بہاؤ الدین بن ابی الثناء شہاب الدین محمود بن عبداللہ صلاح الدین بن محمد الخطیب الحسینی آلالوسی البغدادی ہے۔ آلوسی خاندان اصلاً بغداد کے رہنے والے تھے ۶۵۶ھ میں ہلاکو خان نے سقوط بغداد کے بعد قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا (جیسا آجکل ورلڈ پولیس مین امریکہ بغداد کے ساتھ کر رہا ہے) تو اس وقت اس خاندان کے اکابر بغداد سے جان بچا کر آلوس چلے گئے تھے۔ اسی نسبت سے آلوسی کہلاتے ہیں۔ جزیرۃ آلوس بستی عانات کے قریب بغداد شہر سے پانچ مرحلوں کے فاصلہ پر دریائے فرات کے وسط میں واقع ہے۔ محمود شکری کا سلسلہ نسب سید عبدالقادر جیلانیؒ کے توسط سے سید حسینؓ بن علیؓ تک جا ملتا ہے۔ شکری کے دادا ابو الثناء محمود والد کی طرف سے حسینی اور والدہ کی طرف سے حسنی سادات میں سے تھے۔

آلوسی کا سارا خاندان اہل علم و فضل کا تھا اس خاندان نے بے بہا علمی خدمات سرانجام دیں۔ اور یادگار کے طور پر کئی اہم تصانیف موجود ہیں۔ اس مضمون کی مناسبت سے ان کے دادا اور والد کا مختصر تذکرہ حاضر ہے۔

آلوسی کبیر

اصل میں ابو الثناء محمودؒ ہی آلوسی خاندان کی شہرت و عزت کا باعث بنے۔ وہ مفسر' محدث' فقیہ' ادیب' لغوی و نحوی تھے۔

۱۴ شعبان ۱۲۱۷ھ (۱۸۰۲ء) کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد بغداد میں مفتی مقرر ہوئے۔ لیکن تھوڑے عرصے بعد ہی معزول کر دیئے گئے اس کے بعد موصل اور قسطنطنیہ کی طرف چلے گئے۔ سلطان عبدالمجید کے دور میں واپس بغداد آئے کیونکہ وہ ان کی بڑی عزت و تکریم کرتا تھا۔

۲۵ ذوالقعدہ ۱۲۷۰ھ (۱۸۵۴ء) میں وفات ہوئی

ان کی تصانیف یہ ہیں۔

۱۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن والسبع المثانی نو جلدوں میں ہے

۲۔ کشف الطرۃ عن الغرۃ یہ ابو محمد القاسم الحریری البصری کی درۃ الخواص فی اوہام الخواص کی شرح ہے

۳۔ الاجوبتہ العراقیتہ والاسئلتہ الایرانیتہ

۴۔ نشوۃ الشمول فی السفر الی اسلامبول یہ ایک علمی سفرنامہ ہے

۵۔ نحو میں حاشیتہ علی القطر

ان کے پانچ بیٹے تھے۔ (۱) سید بہاؤ الدین عبداللہ (۲) سعد الدین عبدالباقی (۳) خیر الدین نعمان (۴) نجم الدین محمد حامد (۵) مجد الدین احمد شاکر اول الذکر محمود شکری کے والد ہیں۔ ان کی ولادت ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۲ء) وفات عمر ۴۲ سال ۱۲۹۱ھ (۱۸۷۱ء) میں ہوئی۔ عالم و ادیب تھے۔

تصانیف ۱ = التعطف علی التصرف فی الاصلین والتصوف

۲۔ المتان علی المنطق والبیان (۳) الواضح نحو میں ہے

محمود شکری ۱۹ رمضان ۱۲۷۳ھ (۱۸۵۷ء) میں بغداد کے رصافہ نامی محلے میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کا آغاز اپنے والد عبداللہ سے کیا شکری کی عمر ۱۷ سال کو پہنچی تو والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا والد کی وفات کے بعد اپنے چچا ابو البرکات خیر الدین نعمان سے تکمیل علم کیا۔ ان کے مشفق چچا نے تعلیم و تربیت بھی بہترین انداز میں کی۔

معلم چچا کے حالات زندگی = پیدائش ۱۲ محرم ۱۲۵۲ھ (۱۸۳۶ء) میں بغداد میں ہوئی۔ وہیں نشوونما پائی۔ کچھ عرصہ منصب قضاء پر فائز رہے سفر حج کے دوران مصر' شام' قسطنطنیہ' ایشیا کوچک کے فضلاء سے ملاقات کی۔ حج سے واپسی کے بعد جب بغداد تشریف لائے تو انہیں رئیس المدرسین کا لقب ملا۔ ۷ محرم ۱۳۱۷ھ (۱۸۹۹ء) میں بغداد میں وفات پائی۔

تصانیف

۱۔ جلاء العینین فی محاکمتہ الاحمدین۔ احمدین سے مراد امام ابن تیمیہ اور ابن حجر المکی ہیں۔

۲۔ الاجوبتہ العقیلتہ لا شرفیتہ الشرحتہ المحمدیتہ

۳۔ الجواب الفسیح لما لفقہ عبدالمسیح

۴۔ بمایتہ المواعظ و مصباح المتعظ و قبس الواعظ

۵۔ سلس الغانیات فی ذوات الطرفین من الکلمات (معجم المولفین ج ۱۳ ص ۱۰۷)

یاد رہے نواب سید صدیق الحسنؒ کے محمود شکری کے استاذ چچا خیر الدین نعمان آلوسی میں باہمی دوستانہ تعلقات تھے نواب صاحب نے ان کے دوستانہ مراسم کا ذکر اپنی کتاب التاج المکلل ص ۵۱۶ پر

کیا ہے۔

شکری نے اپنے چچا کے علاوہ بغداد کے دوسرے شیوخ سے بھی علمی استفادہ کیا ان میں نمایاں نام الشیخ اسماعیل مدرس جامع الصاغۃ کا ہے۔ محمود شکری کی کنیت ابو المعالی اور لقب جمال الدین تھا یہ اپنے وقت کے عربی زبان و ادب کے عظیم مورخ راسخ العلم سلفی عالم دین تھے۔ حصول علم کے بعد تدریس کا آغاز اپنے گھر پر ہی کیا۔ اس کے بعد جامع عادل خاتون پھر جامع حیدریہ آخر میں مدرسہ مرجان بغداد میں رئیس المدرسین بنا گئے۔ مندرجہ بالا تمام تعلیمی ادارے حکومت کے ماتحت چل رہے تھے۔ انہوں نے تعلیم و تعلم کے ساتھ فریضہ تبلیغ کو بھی مسلمانوں کے اصلاح احوال کے لئے جاری و ساری رکھا۔ اہل بدعت و اہواء نے علماء سوء کا کردار ادا کرتے ہوئے والی بغداد عبدالوہاب پاشا کے پاس جا کر ان کی حق گوئی اور علانیہ تبلیغ کی شکایت کی کہ ہمارے خود ساختہ نظریات کے خلاف پرچار کرتا ہے اس آوازہ حق کو ختم کرنے کے لئے حکومتی ذرائع استعمال کریں شریعت اسلام کو طریقت کے نام سے الگ مقام دینے کے لئے تصوف ایجاد کیا گیا۔ تاکہ لوگوں کو حکمرانوں کی مخالفت سے بچا کر صراط مستقیم سے ہٹا کر گورکھ دھندوں میں لگا دیا جائے دین میں بگاڑ کی وجہ اصل میں فقہ ملوکیت و رہبانیت ہی ہے۔

علماء سوء کی ہر دور میں کثرت رہی ہے علماء حق کی تعداد ہمیشہ قلیل رہی ہے۔ خود غرض حکمرانوں کے درباری و سرکاری علماء سوء نے دین خالص کی تذلیل کی ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کے وقت کے حالات پر نگاہ لگائیں وہ مسئلہ خلق قرآن پر صرف تنہا ہی رہ گئے تھے۔ مضمون کی طوالت کا خوف نہ ہوتا تو پاکستان کے علماء سوء کی مثالیں بھی عرض کر دیتا۔ دین کا درد رکھنے والے ان سے بخوبی آگہی رکھتے ہیں۔

پاشا نے اپنے ڈپٹی سلطان عبدالحمید ثانی عثمانی کو لکھا کہ شکری آلوسی کو بغداد میں مزید قیام کرنے سے فتنہ و فساد برپا ہونے کا خطرہ ہے۔ انہیں فوراً شہر بدر کر کے ایشیا کوچک بھیج دیا جائے سرکاری کوتوال انہیں لے کر جا ہی رہے تھے کہ راستے میں موصل پہنچے تو وہاں کے غیور مسلمانوں نے سلطان سے اس ناروا زیادتی پر شدید احتجاج کیا۔ اسی بنا پر سلطان نے اپنا نادر شاہی فرمان واپس لے لیا اور آلوسی کو واپس بغداد جانے کی اجازت دے دی یہ واقعہ ۱۳۲۰ھ (۱۹۰۳ء) کا ہے ان کے مفصل حالات ان کے تلمیذ رشید علامہ محمد بہجت الاثری کی کتاب اعلام العراق میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

تصانیف

علامہ آلوسی نے باقیات الصالحات میں کثیر تصانیف چھوڑی ہیں بعض رسائل ہیں بعض ضخیم کتابیں ہیں۔ کل تعداد ۵۲ ہیں۔ ان میں سے بعض کتابوں کے نام مع مختصر تعارف پیش ہیں۔

۱۔ اخبار بغداد و ما جاورہا من القریٰ والبلاد۔ جلدوں میں

۲۔ الخرائز وما یسوغ للشاعر دون الناثر۔ اس کتاب میں یہ بحث کی گئی ہے کہ شاعر کو نثر نگار کے مقابلے

میں شعر گوئی پر کتنا اختیار ہے جبکہ نثر نگار کو نہیں ہے۔

۳۔ المسک الاذفر فی تراجم علماء القرن الثالث عشر۔ اس میں تیرھویں صدی کے علماء کے حالات لکھے گئے ہیں۔

۴۔ مساجد بغداد۔ اس میں بغداد کی مساجد کی تاریخ اور احوال درج ہے۔

۵۔ النحت و بیان حقیقتہ و نبذۃ من قواعدہ۔ اس میں دو لفظوں سے ایک نیا لفظ بنا لینے کی حقیقت اور اس کے قواعد بیان کئے ہیں۔

۶۔ تاریخ نجد۔ اس میں تحریک نجد کے اثرات اور خطہ نجد کی تاریخ۔ نیز آل سعود کا تذکرۃ خصوصیت سے کیا گیا ہے۔

۷۔ امثال العوام فی دارالسلام۔ اس میں وہ ضرب الامثال لکھی گئی ہیں جو بغداد کے عوام اس وقت استعمال کرتے تھے۔

۸۔ ریاض الناظرین فی مراسلات المعاصرین

۹۔ بدائع الانشاء۔ دو حصے ہیں

۱۰۔ عقد الدرر شرح مختصر نخبتہ الفکر۔ اصطلاحات حدیث کے متعلق ہے۔

۱۱۔ مادل علیہ القرآن مما یعضد الھیتہ الجدیدۃ

اس میں ان امور کا ذکر ہے جو قرآن مجید میں علم ہیئت کے بارہ میں مذکور ہیں۔ نیز ان کی تائید جدید علم ہیت سے کی گئی ہے۔

۱۲۔ فتح المنان۔ اہل بدعت و خرافیوں کا رد ہے

۱۳۔ تجرید الانسان فی الذب عن ابی حنیفتہ النعمان

۱۴۔ صب العذاب علی من سب الاصحابؓ۔ سبائی تبرائی روافضہ کا رد ہے اصحاب رسولؐ کو طنز و تعریض کے تیر برسانا کتنا عظیم گناہ ہے۔

۱۵۔ شرح منظومہ عمود النسب

۱۶۔ فصل الخطاب فی شرح مسائل الجاہلیتہ للشیخ امام محمد بن عبدالوہابؒ

۱۷۔ الایتہ او الرایتہ الکبریٰ عن ضلال النبہانی۔ جب غالی خرافی ابو المحاسن یوسف نبہانی نے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سید رشید رضا مصریؒ امام محمد بن عبدالوہابؒ پر سب و شتم کے ساتھ اپنے تحریروں میں حملہ آور ہوئے تو علامہ آلوسی نے مندرجہ بالا نام سے اس کا رد لکھا۔ ان کے علاوہ شیخ سلیمان بن سمانؒ شیخ محمد بن حسن مرزوقی القطریؒ شیخ علی بن سلیمان الیوسف التمیمیؒ شیخ محمد بہجت البیطار دمشقیؒ نے نبہانی کی تردید میں کتابیں لکھیں۔

۱۸۔ بلوغ الارب فی معرفتہ احوال العرب۔ ۳ جلدیں۔ یہ کتاب عربوں کے حالات پر مستند دستاویز ہے۔ بلکہ عرب معاشرہ کی تہذیب و تمدن کی حقیقی عکاسی کرتی ہے۔ ۱۳۰۷ھ (۱۸۸۹ء) میں شاک ہوم

(سویڈن) میں مستشرقین کی ایک عالمی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں آلوسی کو بھی دعوت دی گئی آلوسی نے اپنی کتاب بلوغ الارب مقابلہ کے لئے پیش کی۔ کانفرنس کے منتظمین نے اتفاق رائے کے ساتھ اس کتاب کو اول انعام کا مستحق گردانا مصنف کو انعام و طلائی تمغہ عطاء کیا۔ مستشرقین کی کانفرنس میں عرب مسلم سکالر نے یہ اعلیٰ اعزاز حاصل کیا۔

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے سابق صدر شعبہ عربی ڈاکٹر پیر محمد حسن نے اسے چار جلدوں میں اردو قالب میں ڈھال کر بڑا عمدہ ترجمہ کیا ہے۔ مترجم نے جہاں ترجمہ کیا ہے وہیں تخریج و تحقیق بڑی عرق ریزی سے کی ہے۔ البتہ مترجم نے بھی خوش عقیدہ ہونے کی وجہ سے آلوسی کی عربی کی زبان کی خدمات کو مقدمہ میں اور اکثر جگہوں پر تنقید و تنقیص کا نشانہ بنایا ہے۔ یہ ترجمہ مرکزی اردو بورڈ لاہور ۱۹۶۷ء میں شائع کیا ہے۔

۱۹۔ غایۃ الامانی فی الرد علی النبہانی

ابو المحاسن یوسف بن اسماعیل بن یوسف النبہانی ۱۲۶۵ھ تا ۱۳۵۰ھ ۱۸۴۹ء تا ۱۹۳۲ء نے شواہد الحق فی الاستغاثہ بسید الخلق کے نام سے کتاب تصنیف کی یہ مصنف تصوف کا دلدادہ خوش عقیدہ عربی زبان کا ادیب و شاعر تھا۔ اس نام نہاد کتاب میں مشرکانہ عقائد۔ باطل نظریات اور سنت سول کے خلاف خبث باطنی کا جگہ جگہ اظہار کیا گیا ہے۔ بدعت و خرافات کے داعی کے فرائض سرانجام دیئے ہیں۔ یہ کتاب دو جلدوں میں تھی۔

سرزمین حجاز میں شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ کی کتاب التوحید اور برصغیر پاک و ہند میں شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تقویۃ الایمان نے لاتعداد انسانوں کو توحید خالص سے منور کیا۔ احیاء توحید و سنت کی تحریک کو ان دونوں کتابوں نے پروان چڑھایا ہے۔

عرب و عجم میں دونوں شخصیات کو خدمات توحید کی بنا پر تیر ستم کا نشانہ بننا پڑا نبہانی نے شواہد الحق میں آئمہ ہدیٰ و ائمہ سنت کو جی بھر کر گالیوں اور مغلظات سے نوازا۔ وہ جنہوں نے اپنی تصانیف میں اسلام کی اساس توحید خالص اور طرز زندگی سنت رسولؐ کو اس کے اصلی انداز میں امت محمدیہ کے سامنے پیش کیا۔

اس میں خاص کر شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ، امام ابن القیمؒ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کو طعن و تشنیع اور سب و شتم سے نوازا گیا۔ ان کے متعلق انتہائی گھٹیا اور سوقیانہ زبان کا استعمال کیا گیا۔ اہل بدعت نے نبہانی کی کتاب کو عالم عرب میں خوب مفت تقسیم کر کے گمراہی کو پھیلایا۔ اس کتاب کا اردو نام رسول اکرمؐ سے مدد مانگنے کی شرعی حیثیت بنتا ہے۔ ایاک نعبد وایاک نستعین سے علانیہ بغاوت و انکار کیا ہے۔

نبہانی نے اپنی کتاب میں سارا مواد وضعی احادیث سے بے کار استنباط کر کے تیار کیا ہے امام ابن تیمیہؒ کی تصانیف منہاج السنہ اور العقیدۃ الواسطیہ، امام ابن القیمؒ کی اغاثۃ اللھفان پر کڑی تنقید

کی اور آپ کو غیر مسنون شرکیہ اوراد وظائف کی بھرمار اس کتاب میں نظر آئے گی ۱۳۲۵ھ کے آخر میں علامہ آلوسی کو نبہانی کی کتاب شواہد الحق دکھائی گی۔ حاملین کتاب و سنت نے جواب کے لئے اصرار کیا۔

آلوسی نے غایۃ المعانی فی الرد علی النبہانی کے نام سے اس کا رد لکھا۔ جس میں اس کی پھیلائی ہوئی بدعات و خرافات کا جواب بڑے مسکت انداز میں دیا۔ جواب میں بھی دو جلدیں ہیں۔

اس کا ترجمہ مولانا ابوبکر صدیق السلفی لاہور نے بڑی شستہ و سلیس انداز میں کیا ہے۔ جامعہ علوم الاثریہ جہلم کی طرف سے اردو' عربی' انگریزی ایڈیشن کی طباعت کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اسلام کے نظریہ توحید کے خلاف پھیلائی گئی تمام خرافات سے ذہن بالکل آئینے کی طرح صاف و شفاف ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید خالص پہ عمل پیرا رکھے آمین۔

۱۳۳۷ھ کے آخر میں مثانے میں پتھری کی تکلیف ہوئی۔ علاج کا سلسلہ جاری رہا۔ ۱۳۴۲ھ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں پھیپھڑوں کی تکلیف بھی ہو گئی۔ ۴ شوال ۱۳۴۲ھ کو ظہر کی اذان کے وقت وفات پائی۔ بہت بڑے جم غفیر نے کرخ کے معروف الکرخی قبرستان میں نماز جنازہ پڑھی۔ ان کی وصیت کے مطابق جنید بغدادی کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔

اللھم اجعلنا علی عقیدۃ السلف الصالح آمین